# کلام نبویؐ کی کرنیں

مولانا عبدالمالک

حضرت یحییٰ بن طلحہ بن عبیداللہؓ روایت کرتے ہیں:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اور حضرت ابوبکرؓ خلیفہ بنا دیے گئے' اس کے بعد ایک دن کا واقعہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت طلحہؓ کو غمگین پایا۔ پوچھا: کیا بات ہے؟ کیا آپ کے چچازاد بھائی ابوبکرؓ کی خلافت نے آپ کو پریشان کر دیا ہے؟ بولے: نہیں۔ اور حضرت ابوبکرؓ کی تعریف کرتے ہوئے کہا: میں آپ تمام لوگوں سے اس بات کا زیادہ حق دار ہوں کہ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کی وجہ سے رنجیدہ نہ ہوں۔ میری پریشانی کا سبب یہ ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ "میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ جو شخص اسے موت کے وقت کہے' اللہ تعالیٰ اس کی ہر تکلیف کو دور کر دے گا اور اس کا جسم اور روح اس کلمے کی وجہ سے راحت پائیں گے۔ لیکن افسوس کہ میں سوال پر قادر ہونے کے سبب سستی کرتا رہا اور پوچھ نہ سکا کہ وہ کلمہ کون سا ہے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے' اور مجھے وہ کلمہ معلوم نہ ہو سکا۔ حضرت عمرؓ نے کہا: پریشانی کی کوئی بات نہیں وہ کلمہ مجھے معلوم ہے۔ حضرت طلحہؓ نے کہا: تب اللہ کا شکر ہے۔ بتلایئے وہ کون سا کلمہ ہے؟ حضرت عمرؓ نے کہا: کیا اس کلمہ سے' جو آپؐ نے اپنے چچا کے سامنے موت کے وقت پیش کیا تھا' بڑا کوئی کلمہ ہے؟ اگر اس سے بڑا کلمہ کوئی ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے اپنے چچا کے سامنے پیش کرتے۔ حضرت طلحہؓ نے کہا: واللہ! یہ وہی کلمہ ہے یعنی لا الٰہ الا اللہ (جامع الاصول' کتاب الفضائل)۔

حضرت طلحہؓ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد سے محرومی کا اتنا بڑا غم ہے کہ اداس بیٹھے ہیں' کسی سے بات چیت میل ملاپ نہیں کرتے حتیٰ کہ حضرت عمرؓ کو خدشہ لاحق ہو جاتا ہے کہ شاید یہ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت سے ناخوش ہیں۔ لیکن آج کتنے مسلمان ہیں جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات سے محرومی کا دکھ ہے۔

لا الٰہ الا اللہ کلمہ ایمان بھی ہے اور کلمہ راحت بھی۔ جسمانی تکلیفوں سے بھی راحت ہے اور روحانی بیماریوں سے

بھی شفا ہے۔ تمام اذکار کی اساس اور تمام دعاؤں کے لیے جامع ہے۔ خصوصاً موت کی تکالیف اور سختیوں سے راحت دینے والا ہے۔

○

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں:

ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہؐ! موذن ہم سے زیادہ کمائی کرتے ہیں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا تم بھی اسی طرح کہا کرو جس طرح موذن کہتے ہیں۔ جب اذان پوری کر لو تو پھر سوال کرو، پورا کر دیا جائے گا **(ابوداود)**۔

موذن داعی الی اللہ ہے۔ ہر وہ شخص جو اس کی آواز میں اپنی آواز ملا دے وہ بھی موذن شمار ہوگا اور اسے بھی داعی حق کا اجر ملے گا۔ یہ وہ کام ہیں جن کے کرنے میں غفلت کے سوا کوئی رکاوٹ نہیں، نہ وقت کی قلت، نہ تلفظ کی مشکل۔ کام بہت آسان اور اجر بہت بڑا۔ اذان کے وقت ذکر، اذکار، تلاوت کرنا چاہیے اور باقی باتیں موقوف کر دینی چاہییں۔ اذان کا جواب دینے میں مشغول ہونا چاہیے تاکہ موذن کے اجر میں بھی حصہ ملے۔

○

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمیؓ سے روایت ہے:

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رات گزارتا تھا۔ آپؐ کے لیے وضو کا پانی اور ضرورت کی چیزیں لاتا تھا۔ آپؐ نے فرمایا: مجھ سے جو سوال کرنا چاہو کر لو۔ میں نے عرض کیا: جنت میں آپؐ کی رفاقت چاہتا ہوں۔ آپؐ نے پوچھا: کوئی اور چیز؟ میں نے عرض کیا: نہیں بس یہی چیز! آپ نے فرمایا: میری اعانت کرو، زیادہ سجدوں کے ساتھ **(مسلم، ابوداود)**۔

خادم مخدوم سے اپنی خدمت کا صلہ ضرور پاتا ہے۔ پھر مخدوم سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم ہوں جن کی شان ہی اجود الناس ہے، جنھوں نے کبھی کسی سائل کے جواب میں "نہ" نہیں کہا، ایسے مخدوم سے کیا صلہ ملے گا۔ اس کی عظمت کا کیا ٹھکانہ ہے! حضرت ربیعہؓ کیا صلہ چاہتے ہیں؟ کوئی اور چیز نہیں، صرف آپؐ کی رفاقت اور بس، کہ یہ سب سے بڑی نعمت ہے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: "میری اعانت کرو زیادہ سجدوں کے ساتھ "۔

سجدوں کی کثرت کا خاصہ قرب الٰہی، انبیا، صدیقین، شہدا اور صالحین کی رفاقت ہے۔ اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اعانت کرو سجدوں کی کثرت سے "۔

○

حضرت ام حبیبہؓ فرماتی ہیں:

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جو عبد مسلم ہر دن اللہ تعالیٰ کے لیے ۱۲ رکعت نماز پڑھے (فرضوں کے علاوہ) اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک عظیم گھر بنا دیں گے۔ حضرت ام حبیبہؓ

کہتی ہیں کہ میں نے جب سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے یہ سنا ہے اس وقت سے یہ رکعتیں نہیں چھوڑیں۔ حضرت عنبتہؓ کہتے ہیں کہ جب سے میں نے حضرت ام حبیبہؓ سے سنا ہے اس وقت سے انھیں نہیں چھوڑا۔ اور حضرت عمرو بن اوسؓ نے کہا کہ میں نے جب سے حضرت عنبتہؓ سے سنا ہے اس وقت سے انھیں نہیں چھوڑا۔ ۱۲ رکعتوں سے مراد ۱۲ رکعات سنت ہیں یعنی ۲ فجر، ۶ ظہر(۴ پہلے، ۲ بعد میں) ۲ مغرب، ۲ عشا۔

سمعنا واطعنا کا کیسا عجیب منظر سامنے آتا ہے کہ اوپر سے لے کر نیچے تک جس نے بھی سنا اس نے بات پر عمل کیا۔ سنتوں کی پابندی کرنی چاہیے۔ بہت سے لوگ نفل سمجھ کر سنتوں کی ادایگی میں غفلت برتتے ہیں بلکہ بعض تارک ہو جاتے ہیں۔

○

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی ڈھالیں پکڑ لو! صحابہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہؐ! کیا دشمن آگیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں۔ آگ سے بچانے والی ڈھالیں پکڑ لو۔ کہو، سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر۔ قیامت کے روز یہ تمھارے آگے، تمھارے پیچھے ہوں گی، تمھاری حفاظت کریں گی۔ یہ باقی رہنے والی نیکیاں ہیں (والباقیات الصالحات)۔

انسان جتنی بھی نیکیاں کرے، آخرت میں وہ اس کے کام آئیں گی لیکن تمام نیکیوں کی اساس وہ کلمات ہیں جو تسبیح، تحمید، توحید اور اللہ تعالیٰ کی کبریائی پر مشتمل ہیں۔ اساس جس قدر مضبوط ہوتی ہے اسی قدر اس پر استوار ہونے والی عمارت بھی مضبوط ہوتی ہے۔ اس لیے ان کلمات کو دوزخ سے ڈھال قرار دیا ہے۔ ان کلمات کا شعور سے ادا کرنے کا اثر یہ ہوگا کہ انسان اللہ کی نافرمانی سے بچ جائے گا اور طاعت و بندگی کی راہ پر گامزن ہوگا۔

○

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے:

ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہؐ! میرے رشتے دار ہیں، میں ان سے تعلق قائم کرتا ہوں اور وہ مجھ سے قطع تعلق کرتے ہیں۔ میں ان سے احسان سے پیش آتا ہوں اور وہ مجھ سے بدسلوکی کرتے ہیں۔ میں ان کے ساتھ بردباری سے کام لیتا ہوں اور وہ مجھ سے لڑتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اگر بات اسی طرح ہے جس طرح تو نے بیان کی ہے تو یوں سمجھو کہ تم ان کے منہ میں راکھ ڈال رہے ہو اور جب تک تم اس حالت پر قائم رہو گے اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمھارے لیے ان کے مقابلے میں ایک مددگار بھی ہوگا (مسلم شریف)۔

اللہ تعالیٰ نے قرابتوں کا جو نظام قائم فرمایا ہے اس میں انسان کے لیے سکون و اطمینان کا سامان ہے۔ قرابت

داروں سے حسن سلوک اور ان کی خدمت کا جذبہ قدرتی ہے۔ اس کو پروان چڑھانے کے لیے استقامت کا ثبوت دینا چاہیے۔ نیکی کرنے والے کا نقصان نہیں، نقصان اس کا ہے جو برائی سے پیش آتا ہے۔ اخلاص کا تقاضا یہی ہے جو حدیث پاک میں بیان کیا گیا اور اللہ تعالیٰ مخلصین کا مددگار ہوتا ہے۔

○

حضرت امیہ بن مخشیؓ کہتے ہیں:
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور ایک شخص کھانا کھا رہا تھا۔ اس نے بسم اللہ نہ پڑھی تھی۔ جب کھانے کا ایک لقمہ رہ گیا تو اسے منہ میں ڈالنے سے پہلے کہا: بسم اللّٰہ اولہ وآخرہ! ''میں اللہ کے نام سے کھاتا ہوں شروع سے لے کر آخر تک''۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو ہنس پڑے۔ پھر فرمایا: شیطان اس کے ساتھ کھاتا رہا جب اس نے آخر میں اللہ کا نام لے لیا تو اس نے سارا کھانا قے کر دیا (ابوداود)۔

بسم اللہ پڑھنے سے ہر کام میں برکت پیدا ہوتی ہے۔ کھانے کے شروع میں اگر بسم اللہ بھول جائے تو درمیان اور آخر میں، جب بھی یاد آجائے بسم اللّٰہ اولہ وآخرہ پڑھ لینا چاہیے۔ جس طرح مومن کے لیے بسم اللہ پڑھ کر کھانا غذا کو مبارک، خوش گوار اور زود ہضم بنا دیتا ہے۔ بسم اللہ شیطان کے حق میں زہر قاتل ہے۔ جس کھانے پر بسم اللہ پڑھی جائے اس میں سے اسے حصہ نہیں ملتا اور اگر بسم اللہ نہ پڑھنے کی وجہ سے اس نے کھانا کھا لیا ہو تو بسم اللہ پڑھے جانے کے بعد قے کر دیتا ہے۔

○

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے:
ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہؐ! اولیا اللہ کون لوگ ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں کہ جب دیکھے جائیں تو اللہ یاد آجائے (مجمع الزوائد، مسند بزار)۔

اللہ کا ولی وہ ہے جس کی زندگی پوری کی پوری اسلام کے رنگ میں رنگی ہوئی ہو۔ اس کی وضع قطع، چال ڈھال، نشست و برخاست سب میں دین کی جھلک دکھائی دے رہی ہو۔ وہ سارے حقوق کو ادا کرنے والا ہو اور کسی کے ساتھ ظلم و زیادتی، حسد و بغض، کبر و غرور اور جنگ و جدل سے پیش آنے والا نہ ہو۔ ایسے ہی شخص کو دیکھ کر اللہ یاد آجاتا ہے کہ دوسرے بھی اس کو اپنے لیے رہبر و رہنما بنا لیتے ہیں اور اس کے نقش قدم پر چل کر اللہ کی بندگی کرتے ہیں۔ اللہ کی حقیقی یاد محض چند الفاظ اور بیانات سے نہیں پیدا ہوتی بلکہ عملی نمونوں سے پیدا ہوتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجسم قرآن تھے اور آپؐ کے صحابہؓ بھی دوسرے درجے میں مجسم قرآن تھے۔ آج کتابوں اور تفسیروں کی کمی نہیں ہے، کمی عملی نمونے کی ہے۔ جب یہ خلا پر ہو جائے گا تو اللہ کی یاد کا پورا سامان ہو جائے گا۔